افضل حق قرشی

صوبہ سرحد کا پہلا اُردو اخبار
"اخبار مطبع مُرتضائیؒ" پشاور

اب تک اردو اخبارات کے متعلق جو معلومات بہم پہنچی ہیں ان کی بنا پر اردو کا پہلا اخبار "جام جہاں نما" کلکتہ سے منشی سدا سکھ کی ادارت میں ۲۷ - مارچ ۱۸۲۲ء کو جاری ہوا۔ ۱۸۳۵ء اردو زبان کے لیے خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اسی سال سرکاری زبان فارسی کی بجائے اردو ہوئی۔ اس کے ایک سال بعد ۱۸۳۶ء میں دہلی سے "اردو اخبار" نکلا۔ اس کے مدیر شمس العلما مولانا محمد حسین آزاد کے والد مولوی محمد باقر تھے۔ ۱۸۳۷ء میں دہلی ہی سے "سید الاخبار" کا اجرا ہوا۔ اس کے مالک سر سید کے بھائی سید محمد خان تھے۔ چونکہ سید محمد سرکاری ملازم تھے اس لیے مدیر مولوی عبد الغفور کو بنایا گیا۔ ۱۸۴۳ء میں ماسٹر رام چندر نے "فواید الناظرین" کے نام سے ایک پندرہ روزہ علمی اخبار جاری کیا۔ انہی دنوں مدراس سے "جامع الاخبار" اور "اعظم الاخبار"، دہلی سے "صادق الاخبار"، لاہور سے "کوہ نور"، پشاور سے "اخبار مطبع مرتضائیؒ" اور "خوش بہار" اور بعض اخبار دوسرے مقامات سے شائع ہوئے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب اردو برِعظیم کے طول و عرض میں اچھی طرح بولی اور سمجھی جانے لگی تھی۔ بنگال، پنجاب، سرحد، بمبئی، بہار وغیرہ سے اردو کے متعدد رسائل اور اخبارات نکلنے لگے تھے، جس سے اردو کی ہر دلعزیزی کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ اخبارات زیادہ تر ہفت روزہ یا پندرہ روزہ تھے۔

سرحد میں اردو صحافت کا آغاز ۱۸۵۴ء میں ہوا۔ "اخبار مطبع مرتضائیؒ" سرحد کا پہلا اخبار تھا۔ مؤلف "اختر شہنشاہی" نے "مرتضائیؒ" کی تاریخ اشاعت اکتوبر ۱۸۵۵ء تحریر کی ہے [۱]

[۱] سید محمد اشرف نقوی۔ اختر شہنشاہی (لکھنؤ: اختر پریس، ۱۸۸۸ء) ص ۲۲۶ -

مرتضائیؒ پر راقم کا ایک مقالہ "صحیفہ" بابت جولائی ۱۹۶۸ء میں شائع ہوا تھا۔ اسی کو بنیاد بنا کر "صحافت صوبہ سرحد میں" کے مؤلف نے اپنی کتاب کا باب دوم "سرحد کا پہلا اردو اخبار" تحریر کیا ہے۔ مقالہ ہذا

لیکن اس کے ۹ - جولائی ۱۸۵۴ء کے شمارے پر جلد ا نمبر ۱۳ درج ہے - اس کی ہفتہ وار اشاعت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ بآسانی کہا جا سکتا ہے کہ اس کا اجرا ۱۶ / اپریل ۱۸۵۴ء کو ہوا تھا ۔

اس کا اجرا حاجی علی کرم شیرازی نے کیا تھا - وہ ایران کے رہنے والے تھے اور پشاور چلے آئے تھے ۔ وہ کون تھے اور کیوں پشاور آئے یہ معلوم نہیں ہو سکا ۔

یہ ہفتہ وار اخبار تھا - شروع میں ہر اتوار کو شائع ہوتا تھا لیکن ۱۸۵۶ء سے یہ ہر سوموار کو شائع ہونے لگا - اخبار ۱۲ × ۸ / انچ کے بارہ صفحات پر مشتمل تھا - صفحات کے نمبر پورے سال کے لیے مسلسل لگائے جاتے تھے - صفحۂ اول کے بالائی نصف پر نام ، تاریخ ، جلد نمبر اور شمارہ نمبر چھپا ہوتا تھا - بقیہ نصف میں اخبار کے چندے کا نرخنامہ ہوتا تھا جو مندرجہ ذیل ہے ۔

پیشگی سالانہ ۹ روپے

پیشگی ششماہی ۶ روپے

پیشگی ماہوار ایک روپیہ چار آنے ۔

نیز مطبع کا اشتہار اور نرخنامۂ اشتہارات دیا جاتا تھا - اس نرخنامے کے مطابق ۲ / آنے فی سطر اور چار سطر سے کم مواد کے لیے آٹھ آنے ہوتے تھے - عوام کی فلاح اور حکومت کے استحکام سے متعلق مواد کی اشاعت بغیر کسی معاوضے کے کی جاتی تھی ، کیونکہ مدیر کے الفاظ میں :

" سرکار کی خیر خواہی میں بہت مفاید ہیں "[۵۲]

۸ - اکتوبر ۱۸۵۴ء سے اخبار پر عیسوی ، ہجری اور بکرمی تاریخیں درج کی جانے لگی تھیں ، لیکن ۱۸ - فروری ۱۸۵۵ء سے بکرمی تاریخ حذف کر دی گئی - لوح پر اوپر اُردو کا یہ شعر درج ہوتا تھا ۔

ہمیشہ فضل اس کا ہے سن و سال
یہی مرتضائی کے ہے حسبِ حال[۵۳]

لیکن بعد میں اردو شعر کی جگہ فارسی کا یہ شعر چھپنے لگا ۔

---

۵۲ مرتضائی ، ۱۶ - جولائی ۱۸۵۴ء

۵۳ مرتضائی ، ۸ - اکتوبر ۱۸۵۴ء

کریما کارسازا بے نیازا
دو عالم پرورا، بندہ نوازا[۵۴]

اخبار کا نام کبھی "مطبع مرتضائی پشاور"[۵۵]، کبھی "اخبار مطبع مرتضائی پشاور"[۵۶]، اور کبھی پھر "مطبع مرتضائی پشاور"[۵۷] چھپتا رہا۔

اخبار میں باقاعدہ اداریے تو نہ ہوتے تھے البتہ کہیں کہیں خبروں کے ساتھ ہی ان پر بحث و تنقید ہوتی تھی اور کہیں کسی اہم واقعہ پر تبصرہ ہوتا تھا۔ اردو اور انگریزی اخبارات سے لی ہوئی چند عالمی خبریں، صوبائی اور مقامی خبریں اور بعض اوقات نظمیں اور غزلیں شائع ہوتی تھیں۔ ہر خبر کا ایک عنوان ہوتا تھا۔ مثلاً خبر روم و روس۔ خبر لکھنؤ، خبر طوفان وغیرہ۔

"اخبار مطبع مرتضائی" میں ہمیں اس کے بہت سے معاصرین کے نام ملتے ہیں۔ اس نے جب کسی معاصر سے کوئی خبر لی، اس کا باقاعدہ حوالہ دیا، ان میں ان مقامی زبانوں اور انگریزی کے اخبارات کے نام ملتے ہیں:۔ فرینڈ آف انڈیا کلکتہ، سٹیزن کلکتہ، انگلشمین کلکتہ، گلشن نوبہار کلکتہ، دوربین کلکتہ، سلطان الاخبار کلکتہ، مارننگ کرانیکل کلکتہ، جام جہان نما کلکتہ، صادق الاخبار دہلی، دلی گزٹ دہلی، نور مغربی دہلی، اخبار آگرہ، آفتاب ہند بنارس، پٹنہ ہرکارہ، اخبار میرٹھ، نیرّ اعظم بٹالہ، شعاع شمس ملتان، ریاض نور ملتان، چشمۂ فیض سیالکوٹ لاہور کرانیکل، لاہور گزٹ، کوہِ نور لاہور۔

بعض مطابع کے حوالے بھی ملتے ہیں۔ مطبع قادر الکریم یا قادری ۵۔ اکتوبر ۱۸۵۴ء کو لاہور میں حویلی کابلی مل میں قائم کیا گیا۔ اس کے مالک بھیرہ، ضلع شاہ پور کے مولوی سلطان احمد

---

۵۴ مرتضائی، ۳ر نومبر ۱۸۵۶ء
۵۵ ایضاً، ۹ر جولائی ۱۸۵۴ء
۵۶ ایضاً، ۳ر ستمبر ۱۸۵۴ء
۵۷ ایضاً، ۱۸ر فروری ۱۸۵۵ء

تھے ۔ اس مطبع سے کوئی اخبار شائع نہیں ہوتا تھا۔[۵۸] دوسرا مطبع بٹالہ کا نیرّ اعظم تھا، جسے مفتی محمد بخش نے قائم کیا تھا۔ اس مطبع سے "نیرّ اعظم" نامی ایک اخبار بھی شائع ہوتا تھا۔[۵۹]

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ "مرتضائی" میں بعض خبریں اجرت لے کر شائع کی جاتی تھیں ۔

۱۶ر جولائی ۱۸۵۴ء کے شمارے میں مدیر تحریر کرتے ہیں :

"جو کہ زیادتی گیلی صاحب مہتمم سڑک نوشہرہ کی سے بہت لوگ نالاں اور سرگرداں پھرتے تھے اور ہمارے سے آ کر بعد دیتے اُجرت معمولی مستدعی چھاپنے خبر کے ہوئے"۔[۶۰]

ایک خبر میں مسماۃ جوہری نامی ایک طوائف اور پشاور کے ایک شخص کے مابین اختلاف کے سلسلے میں مدیر لکھتے ہیں :

"ضرور یہ تحریر ہماری ان کو ناگوار معلوم ہوگی۔ مگر ہم کو ان کی ناراضی سے کچھ سروکار نہیں۔ ہم تو وقائع نگار ہیں، ہمارا یہی کار ہے۔ جس حالت میں ہم کو کوئی شخص آ کر خبر دے ہم بلاشک اس کو درج اخبار کر دیتے ہیں، اور جو خبر کہ ایک فریق کے مفید اور دوسرے کے نامفید ہو اس میں اول سنداً رقعہ مع اجرت لے لیتے ہیں۔ لیکن چھاپنے سے ہم کو کسی نوع کا توقف نہیں"۔[۶۱]

اس دور میں سرکاری اشتہارات حکماً اخبارات میں شائع کروائے جاتے تھے۔ کمشنر قسمت پشاور کا مدیر اخبار کے نام یہ خط ملاحظہ کیجیے :-

" رفعت دعوالی مرتبت حاجی علی کرم مہتمم مرتضائی پشاور بعافیت باشد۔ چٹھی انگریزی نمبر ۲۳۱ مرقومہ تیسری ماہ اکتوبر سنہ حال از جانب ٹیلر صاحب بہادر مہتمم سڑک کہائے از لاہور تا بہ پشاور اس مضمون سے کہ سڑک نو جو اٹک سے پشاور کو گیدڑ گلی چھوڑ کر تیار ہوتی تھی، اب تیار ہوگئی ۔ اور تاریخ ۲۹۔ ستمبر سنہ حال وہ سڑک تو جاری ہوئی اور راہ گیدڑ گلی چھوٹ گیا اور راستہ بطرف موضع کھنڈا اجرا ہوا محصول ہوئے جو کہ دینا اطلاع

---

۵۸ مرتضائی، ۵۔ نومبر ۱۸۵۴ء ۔ ۵۹ مرتضائی، ۲۴ر ستمبر ۱۸۵۴ء ۶۰ مرتضائی،

اس بات کا ہر ایک خاص و عام کو ضرور، لہٰذا بنام تمہارے نفاذ حکم ہوتا ہے کہ تم اپنے اخبار میں اشتہار اس بات کا بمضمون پروانہ ہذا دے دو کہ ہر کہ و مہ جاری ہونے راستہ نو سے خبردار ہو جاوے اور آمد و رفت راہ نو اختیار کرے۔

المرقوم گیارھویں ماہ اکتوبر ۱۸۵۴ عیسوی"[۱۲]

یوں لگتا ہے کہ مدیر ملکی قوانین سے بے خبر تھے۔ چنانچہ جب مسٹر گیلی مہتمم سڑک نوشہرہ نے اپنے خلاف ایک خبر کی اشاعت پر ایک سول عدالت میں ہتک عزت کا دعویٰ دائر کیا تو مدیر نے ایک زیر سماعت مقدمے کے بارے میں یوں تبصرہ کیا:

"ہم بفضل خدا حکام عادل زمان کے روبرو اپنی صفائی سر رشتہ کے بموجب بخوبی کریں گے۔ کچھ اس میں مقام اندیشہ کا نہیں ہے اور جو ہم کو روپیہ ان کے دعویٰ کا دینا پڑے گا تو کچھ اس سے بھی ہم کو ہراس نہیں ہے۔ کس واسطے کہ ہم تو خبر نیک اور بد صرف اس واسطے مشتہر کرتے ہیں کہ وہ بذریعہ ہمارے پرچہ کے جملہ حاکمان عادل کی نظر سے گزر جاتی ہے۔ بلکہ حکام والا تبار بھی اخبارات کے تئیں بنظر دریافت لیسے ایسے ہی حالات کے لیتے ہیں کہ جو شخص ان کے حضور میں واسطے عرض حال اپنے کے نہیں پہنچ سکتا ہو، اسی صورت سے اس کا حال ان کے سامعان مبارک میں پہنچ جاتا ہے، اور اکثر لحاظ بھی ہو جاتا ہے۔ اور یہ کسی طرح سے قاعدہ مہتمم مطبع کا نہیں ہوتا ہے کہ جو حال کسی کا ظہور میں آ رہا ہو، اس کے چھاپنے سے اغماض کرے۔ غرضیکہ ہم کو ان کی اس نالش سے کچھ تردد نہیں ہے، مگر حکام سے ہماری یہ عرض ہے کہ اگر ان کو یہ ہماری خبریں جو صریح اصل اصل ہیں، درج کرنی نامناسب تصور ہوں تو ہم کو بذریعہ خاص حکم کے ارشاد فرما دیں تاکہ ہم آئندہ کو ایسی خبرات درج کرنے سے دست کش ہوں۔ کیوں کہ ایلچی کو کسی مذہب میں زوال نہیں ہے۔ جب اس طرح پر ہزار روپیہ ہم کو دینا پڑے گا تو ہم کاہے کو مفصل حال سے حکام کو اطلاع دیں گے کیوں کہ ہم کو فی پرچہ اخبار کی قیمت صرف تین آنہ وصول ہوتی ہے پھر اس کے عوض میں ہر دفعہ ایک ہزار روپیہ دینا عقل سلیم قبول نہیں کرتی۔"[۱۳]

۱۲۔ مرتضائی، ۲۲۔ اکتوبر ۱۸۵۴ء

۱۳۔ ایضاً، ۱۶۔ جولائی ۱۸۵۴ء

بعض اوقات طلبیٔ زر کے لیے نادہندگان کا نام لے کر مدیر کو اخبار میں مخاطب ہونا پڑتا تھا۔ ڈاکٹر محمد نعیم خاں کو مخاطب کرتے ہوئے مدیر رقم طراز ہیں :

"بہ خدمت محمد نعیم خاں ڈاکٹر کے واضح ہو کہ ہم اخبار نویس ہیں اور ہمارا روپیہ کسے دوا سے ہضم نہیں ہو سکتا۔ از راہِ نوازش مبلغ پانچ روپیہ مرحمت فرمایئے۔ ورنہ آخر ش دینے ہوں گے۔ اور یہ کس صورت سے آپ فرماتے ہو کہ ہم چار مہینے کی قیمت دیں گے۔ پانچ مہینے برابر نمبر بیس تک اخبار پہنچا ہے۔ بشرح مابعد ماہواری ۱ھعہ روپیہ ہوئے۔ سابق وصول دو روپیہ آٹھ آنہ باقی پانچ روپیہ داخل کرنے چاہییں۔ جس میں آپ کے نام نامی کی صفائی صحیح حساب سے متصور ہو، اور رقعہ بھی سنداً آپ کا ہمارے پاس جو وقت طلبی اخبار کے بھیجا ہے موجود ہے۔ اس دفعہ ہم نے مفصل نہیں لکھا۔ اور یہ بھی آپ پر مخفی نہ رہے کہ تین مہینے سے بعد ششماہی تمام کے اور ششماہہ سے بعد سال تمام کی قیمت لی جاتی ہے۔ خواہ لینا اخبار کا درمیان سے موقوف کر دے قیمت نہیں چھوٹتی۔ یہ محض آپ کی خاطر منظور رکھی ورنہ بنئے کی دکان اور خالہ جی کا گھر نہیں کہ جس نے چاہا دمڑی کا تیل لے لیا۔ یہ مطبع ہے، بموجب تحریر شرائط عمل درآمد ہوتا ہے۔"[۱۴]

اخبارات کی باہم چھیڑ چھاڑ، معاصرانہ چشمک معمول کی بات ہے۔ مدیر مرتضائی کو بھی ایسی صورت حال سے دوچار ہونا پڑا۔ وہ گاہے بگاہے اپنے معاصرین کا نوٹس لیتے رہتے تھے اور ان کے بارے میں لکھتے رہتے تھے۔ منشی ہرسکھ رائے مدیر "کوہ نور" لاہور کے بارے میں مدیر "چشمۂ فیض" سیالکوٹ کے نام ایک "التماس" میں مدیر رقم طراز ہیں :

"بہ خدمت والا درجت جناب فیض مآب مہتمم چشمۂ فیض بعد آداب نیاز التماس یہ ہے کہ پیشتر اگرچہ آپ کوئی تحریر نسبت ہرسکھ رائے مہتمم کوہ نور کے بنوک رقم فیض توام لاتے تھے، فدوی بذریعہ پرچہ اخبار کے التماس کرتا تھا کہ طرفین سے لیسے ایسی تحریرات کا کرنا لاحاصل ہے۔ چنانچہ اب معلوم ہوا کہ آپ کی تحریر سراسر بجا اور معقول ہے۔ کیونکہ جائے غور ہے کہ آپ سے تو چند مدت ہو چکی کہ لالہ صاحب کی رد و بدل چلی آتی ہے اور نہیں معلوم کہ کس بات

۱۴؎ مرتضائی ، ۲۴۔ ستمبر ۱۸۵۴ء

پر ابتدا اس کا ہوا ہے۔ مگر راقم تو غریب الوطن ہر ایک صاحب سے نظرِ کرم کا امیدوار ہے
اور کسی صاحب کی شان میں مضمون بے ادبانہ تحریر نہیں کر سکتا۔ بلکہ خود اپنی طرف خیال کر کے
پیشتر ہی التماس کر چکا ہوں کہ راقم کی نسبت اگر کوئی صاحب اپنی خاندانی اور نجابت و شرافت
کے تحریر معقول فرماوے گا، اس کی سعادت۔ خاکسار تو ہرگز جواب نہ دے گا۔ لیکن اب
جائے انصاف ہے کہ مہتمم کوہ نور اپنا نور دکھلاتے ہیں، نہیں معلوم کہ ان کو اس میں کیا
حاصل ہے۔ مگر خاکسار نالائق، کم مایہ، تابِ مقاومت نہیں رکھتا۔ پیشتر ان کی رضامندی
اور خورسندی جس میں وہ خوش ہوں وہی بات خدا ان کو مبارک کرے اور اسی لائق رکھے
کہ دائماً ایسی تحریرات بیہودہ ان کی زبان فصیح بیان پر زیبا رہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ عاصی کی
زبان سے ہرگز ایسے ایسی تحریرات پردہ دل نیاز منزل سے صفحہ کاغذ ظہور میں نہ دکھلاوے
اور مہتمم صاحب ریاض نور بھی اپنے تفقہ سے شکایت ایام سلف معاف کریں کہ فدوی
نے حق خیر خواہی کا کوہ نور سے پالیا۔ سوائے کلوخ اور سنگ اور کچھ نہ ملا۔ اور اس بات
سے ان کا کچھ شکایت نہیں۔ جیسا کچھ انسان کے توفیق اور لیاقت ہوتی ہے ویسا ہی
اپنے خیر خواہان سے پیش آتا ہے۔ چنانچہ مہتمم صاحب اپنی کوہ کی برکت سے ہر ایک
صاحب سے ایسے ایسے حسن سلوک کرتے رہے ہیں کچھ ہمارے سے نیا انداز نہیں نکالا۔
خدا ان کو اسی لائق رکھے، مگر راقم آئندہ گلہ کسی طرف کا گلہ نہ لکھے گا کیونکہ جناب اقدس کے
پسندیدہ اطوار اور نیک اعمال سے بخوبی واقفیت ہو گئی کہ حضرت ایسے شریف اور
نجیب ہیں۔ مگر کمال افسوس کی بات ہے کہ ان کو شرم نہیں آتی کہ ہم اوروں کے عیب
پکڑتے ہیں، اپنی خوش چلنی کا بھی خیال کریں کہ جس کا تذکرہ ہر ایک کچہری اور اضلاع ہندوستان
اور پنجاب میں ہو رہا ہے۔ اور چند صاحبان اخبار فرمائشیں لکھتے ہیں کہ اے صاحبان اخبار
ہماری خاطر اس کوہ کی خاک مت اُڑا، اور ہندوستان میں حضرت کے انداز اخبار نور مغربی
سے روشن ہیں اور ملتان وغیرہ اضلاعات میں ریاض نور کے الطاف سے مبرہن ہیں۔[۱۵]

---

[۱۵] مرتضائی، ۳۔ستمبر ۱۸۵۴ء

جب کوئی معاصر زیادتی کرتا تو مدیر مرتضائی اس کے ساتھ تبادلۂ اخبار موقوف کر دیتے تھے۔ مدیر چشمۂ فیض کے نام "التماس" میں رقم طراز ہیں:

"..... آپ کی شان اور شوکت اور حشمت اور منزلت سے یہ بات بہت بعید ہے کہ آپ خواہ مخواہ ہمارے سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے اور ہماری جانب سے گاہے کوئی کلام سخت سُست نسبت آپ کے تحریر نہ ہوا۔ بندہ مدام دعویٰ نیازمندی کا آپ سے رکھتا رہا۔ یہ سخن بے جا آپ کو زیب نہیں دیتا ہے۔ ہمارے اوپر نظر توجہات، عنایات کی مبذول فرمایئے۔ علیٰ ہذا القیاس اس چھیڑ چھاڑ اور کلام ناشائستہ کی بدولت مبادلہ اخبار مہتمم ریاض نورملتان کا موقوف کیا گیا۔ اگر آپ کو بھی یہی بات منظور ہے تو بسم اللہ۔ ورنہ مدام نظر مہربانی فرمایئے۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔"[16]

اس کے خریداروں میں معروف عیسائی پادری فنڈر، نواب یوسف علی خاں والئ رام پور، چیف کمشنر پنجاب کے نام خاص طور پر نمایاں ہیں۔ اخبار نہ صرف پشاور بلکہ دور دراز مقامات، لاہور، دو آبہ، رام پور، شاہجہان آباد تک بڑھا دیا جاتا تھا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے آغاز سے دیسی اخبارات پر سخت سنسر شپ عائد کر دی گئی تھی۔ رابرٹ منٹگمری جوڈیشنل کمشنر پنجاب، ۱۸۵۷ء کے دوران پنجاب کے واقعات پر اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے:

"پشاور میں مدیر مرتضائی کو باغیانہ مواد کی اشاعت پر جیل بھیج دیا گیا اور اس کے اخبار کی اشاعت بند ہو گئی۔"[17]

باغیانہ مواد، اس کے ۱۹ رمئی ۱۸۵۷ء کے شمارے میں شائع شدہ ایک غلط اور اشتعال انگیز رپورٹ[18] تھی کہ قلات غلزئی رجمنٹ نے بیرونی چوکیوں پر اپنے افسروں کو قتل کر دیا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ ۱۹ رمئی ۱۸۵۷ء کا شمارہ اس اخبار کا آخری پرچہ تھا۔ اس کی اشاعت کے ساتھ ہی مدیر کو جیل بھیج دیا گیا۔ لیفٹیننٹ کرنل ایچ۔بی۔ ایڈورڈز کمشنر و سپرنٹنڈنٹ پشاور ڈویژن اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں! "کرنل نکلسن نے فوراً ایڈیٹر کو جیل بھیج دیا۔"[19]

---

[16] مرتضائی، ۱۷ رجون ۱۸۵۵ء

[17] Mutiny Record - Report, Selection from the Punjab Govt: Record vol. 8 pt II (LHR: Punjab Govt: Press, [1915 ?]), pp. 201-202

[18] ایضاً، ص: ۱۴۰

[19] ایضاً

اور اس طرح اس اخبار کی اشاعت بند ہو گئی ۔

اخبار مطبع مرتضائی پشاور کے ۱۸۵۴ء اور ۱۸۵۵ء کے شماروں سے چند دلچسپ خبروں کے اقتباس ملاحظہ ہوں ۔

سوات کی سیاسی صورت حال

ریاست سوات کے پہلے بادشاہ سید اکبر شاہ (م ۱۱۔ مئی ۱۸۵۷ء) کے بعد سید مبارک شاہ کے عہد میں سوات کی سیاسی، انتظامی حالت کا نقشہ اس خبر سے عیاں ہے :

"وہاں کا بھی عجیب نقشہ ہے کہ روز حاکم کو حیرانی اور اضطرابی رہتی ہے کہ ہر ایک موضع میں اپنے اپنے گھر کے امیر ہیں۔ چنانچہ اس وقت مردمان موضع قلاس و دیگر دو مواضعات نے صاف زرِ معاملہ سے جواب دیا، اور رعایا موضع شموزئے جو جاگیر میں محمد علی خان ملازم یعنی مدار المہام ریاست موصوف کا ہے، انھوں نے بھی صاف جواب دیا۔ اب دیکھیے بادشاہ کیا بندوبست کرتا ہے۔ اور ملازم شاہی بھی تمام اسی ملک کے ہیں۔ لڑنے کے وقت طرح دے جاتے ہیں۔ اس لیے وہ لوگ زیادہ دلیر ہیں۔ اور پسر امیر خان باجوڑی نے ہمراہ سعادت خان مومن کے دنگہ و فساد برپا کر رکھا ہے۔ بلکہ سعادت خان نے کچھ سپاہ بھی رکھی ہے۔ اب دیکھیے وہاں بھی کیسا معاملہ ہو۔"[۲۰]

انگریزوں کا سلطنت اودھ پر قبضہ

۱۱۔مارچ ۱۸۵۵ء کی اشاعت میں انگریزوں کے اودھ پر قبضے کے حکم کے بعد "افسوس" کے عنوان کے تحت مدیر تحریر کرتے ہیں ۔

" افسوس صد افسوس کہ آفتاب اوجِ سلطنتِ لکھنؤ حضیضِ زوال میں آیا، اور صبح اقبال اس دولت کی بشام ناکامی مبدل ہوئی ۔ عروجِ نشۂ بد انتظامی نے انجام گور تک خمار دکھلایا اور آتش آہِ رعایائے مظلوم نے خانمانان سلطنت کو جلایا۔ عرصہ سے حالاتِ بد انتظامی اس سلطنت کے متواتر منکر۔ ہم سمجھتے تھے کہ متوالے کی دستار ہے، آج

۲۰۔ مرتضائی ، ۹۔ جولائی ۱۸۵۴ء

نہ گری کل گری ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صاحبِ اخبارِ جامِ جہاں نما کلکتہ بحوالہ اخبار انگلش مین زیب رقم فرماتے ہیں کہ حکم واثق و فرمان حاذق صاحبان آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی بہادر کا بنام امیر کبیر جناب نواب گورنر جنرل بہادر کشورِ ہند بدیں مضمون صادر ہوا کہ ملک شاہ اودھ شامل ملک سرکار انگریز کے کیا جاوے اور نصف محاصل صوبہ اودھ کا بطور پرورش واسطے حوائج ضروریہ حضرت جہاں پناہ لکھنؤ کے دیا جاوے ۔ کہتے ہیں کہ جناب گورنر جنرل بہادر قبل از تشریف بری ولایت جزو کُل انتظام شمول اس ملک کا فرمادیں گے ۔

انا للہ و انا الیہ راجعون "[۲۱]

انگریزوں کا ریاست اودھ پر قبضے کا ارادہ پہلے سے تھا اور وہ موقع کے متلاشی تھے ۔ کوہِ نور لاہور سے نقل کی گئی یہ خبر ملاحظہ کیجیے :

" مہتمم صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ریذیڈنٹ بہادر لکھنؤ کی خدمت میں یہ خبر پہنچی کہ ایک شُقہّ شاہ ایران کا بنام بادشاہ کے اس مضمون سے آیا ہے کہ ہمارا عزم برائے تسخیرِ ہندوستان ہے ، واجب کہ تم ویسے خواہان اس بات کے ہو اور بعد قلع و قمع کفار انصار تز ئید و تائید ملک و مملکت شما مکنون خاطر دریا مقاطر ما خواہد شد ۔ چنانچہ بمجرد سماعت اس خبر کے صاحب بہادر غایت غضب سے مجبھوکا ہو گئے اور فوراً وکیل دربار مسیح الدولہ کو بلا کر ارشاد کیا کہ فی الفور خدمتِ حضورِ والا میں حاضر ہو کر عرض کر کہ کاغذ مراسلہ شاہ فارس بجنسہٖ ہمارے پاس بھیج دیں ۔ اصلی خواہ جعلی ، کچھ لحاظ نہ فرمائیں ۔ تحقیقات اس کی ہم خود کر لیں گے ۔ وکیل سنتے ہی حضورِ والا میں پہنچا ۔ بعد زمین بوسی پیام صاحب بہادر کہہ سنایا ۔ سنتے ہی حضورِ والا مع جملہ اہالیانِ دربار سہم گئے اور سب نے صاف قسمیں کھائیں ، اور حضورِ والا نے فرمایا کہ اگر ایسے ہی بہتان لگنے لگے تو ریاست ہماری کے دن کے ہو گئے ۔ صاحب ریذیڈنٹ کو مناسب ہے کہ تحقیقات کامل فرما کر گویندگان باطل آنک کو سزا قرار واقعی دیں ۔ یہ سن کر وکیل واپس بحضور صاحب بہادر

---

[۲۱] مرتضائی ، ۱۱ ۔ مارچ ۱۸۵۴ء

کے پہنچا اور روئیداد مفصل مُومُو ظاہر کی۔ تب غضب صاحب ممدوح کا گونہ فرو ہوا۔ شاہ کے سر سے بلا ٹلی، ورنہ کیا ٹھکانہ تھا۔ وہی صاحب لکھتے ہیں کہ گورنر جنرل بہادر کشور ہند کا عزم ہے کہ اودھ کی ریاست شاملِ ملک محروسہ کر لی جاوے۔[۲۲]

ملتان میں ہندوؤں کی مسلم آزاری

ہندو مسلم تنازعہ کی تاریخ خاصی پرانی ہے۔ ہندوؤں کی مسلم آزاری اور مسلم دشمنی کی پالیسی ان چند خبروں سے ظاہر ہے۔

"صاحب خبر ایسا لکھتے ہیں کہ ملتان میں اکثر اہلِ ہنود کا بہت زور ہے۔ اس لیے وہ لوگ اہلِ اسلام پر زیادتی کرتے ہیں۔ چنانچہ حکام کی جانب سے چند دفعہ چشم نمائی بھی ہوئی مگر باز نہیں آتے۔ وقت ہوتے اذان کے مسجد کے گرد گرد جمع ہو کر سنکھ بجاتے ہیں۔ اس پر بھی صبوری نہیں، پتھر مار کر دل کو بہلاتے ہیں۔ قدرتاً مسجد محمد خان واقع چوک کلاں میں ایک شخص مسافر عرب تازہ وارد ہوا تھا، اس نے وقت نماز کے اذان دی، یکایک صدہا بنیے بقال نے اندر آ کر سنکھ بجا بجا کر شور و غل کر دیا۔ اس پر بھی اکتفا نہ ہوا، کسی بدمعاش نے اُٹھا کر ایسا گراں پتھر مارا کہ سر اس کا شق ہو کر درمیان سے دو ہو گیا، اور یہ اطلاع پولیس میں پہنچی۔ سید مہربان علی کوتوال نے آ کر فی الفور ہر ایک کو منع کیا، مگر کب مانتے تھے۔ آخرش بحکمتِ عملی ہر ایک کو سمجھا کر ہٹا دیا اور دو چار شخص کو جوان میں سرغنہ مفسدین تھے، بذریعہ کیفیت بعد ترتیب مسل چالان عدالت کیا اور باجلاس لیفٹیننٹ راورٹی صاحب اسسٹنٹ کمشنر بہادر یہ مقدمہ پیش ہے۔ مگر عرب مذکور تو ہلاک ہو گیا اور حکم اخیر تاحال اس مقدمہ میں کچھ صادر نہیں ہوا۔ دیکھیے کیا حکم صادر ہو۔"[۲۳]

خبر دہلی

۲۱، ماہ گذشتہ کو وہاں کی قوم ہنود نے بازار کی دکانیں ایک لخت تمام بند کر دیں۔ گویا ایک دمڑی کے چنے بھی نہ ملتے تھے۔ دو روز تک یہی نقشہ رہا۔ اہل شہر مارے بھوک کے

---

۲۲ ہرقضائی، ۳۔ ستمبر ۱۸۵۴ء

۲۳ ایضاً، ۲۴۔ ستمبر ۱۸۵۴ء

جان سے مرنے لگے۔ مگر بعضے بعضے مسلمانوں کی دکانیں کھلی تھیں۔ آخر صاحب کلکٹر بہادر نے بحکمت عملی لالہ سالک رام خزانچی اور لالہ رام جی داس گوڑ والہ اور راجہ دیبی سنگھ بہادر اور راجہ سالک رام اور لالہ چنا مل اور لالہ گردھر لعل اور لالہ نراین داس اور دیگر جمیع کوٹھی داران اہل عزت کو سمجھا کر بازار کھلوا دیے۔ وجہ تکرار کی قربانی گاؤ روز عید الاضحیٰ کے جو ہوتی ہے، تھا۔ مگر رفعہ شکایت ہوگیا اور صاحب بہادر نے یہ منادی بھی کردادی کہ اگر کوئی گالی گلوچ اور مرزدایات مذہبی میں کرے گا، مجرم سرکار ہوگا۔ تس پر بھی شران بدمعاش نے اکتفا نہ کیا۔ آخر شر مرتکب دنگہ فساد کے ہوئے۔ صاحب کلکٹر بہادر نے ہر ایک کو بموجب اعمال ان کے قید اور جرمانہ کیا، لیکن وہ لوگ مرافعہ کے لیے صدر آگرہ کو گئے ہیں، دیکھیے کیا حکم ہو۔[۲۴]

خبر مراد آباد

یہاں کے اہل اسلام۔ قوم ہنود میں بروز عید الاضحیٰ قربانی پر کچھ تکرار ہوئی۔ آخر نوبت ہتھیار پر پہنچی اور ہندوؤں کو گوشمالی قرار واقعی ملی۔[۲۵]

ہندوستانی رعایا سے ایسٹ انڈیا کمپنی کا سلوک

ایسٹ انڈیا کمپنی کے حکمرانوں کا ہندوستانی رعایا کے ساتھ سلوک کے سلسلے میں ایک واقعہ کی رپورٹ ملاحظہ کیجیے:

ایک دوست کی تحریر سے معلوم ہوا کہ بتاریخ ۲۰ ماہ فروری سنہ حال کو کچھ گورے رنگروٹ واسطے بھرتی پلاٹن کے براہ جگراؤں انبالہ کو جاتے تھے۔ بمقام جگراؤں چار گورے بندوق لے کر شہر میں چڑیوں کا شکار کرنے گئے اور مولوی رجب علی خاں بہادر رئیس جگراؤں سابق میر منشی پر لیسیڈنسی پنجاب کے مکان پر جا کر ان کے پروردہ کبوتروں پر بندوق ماری، جس کے چھرے سے چھ کبوتر شکار ہوئے۔ مولوی صاحب کے نوکروں نے غل مچایا

---

۲۴ مرتضائی، ۲۴۔ ستمبر ۱۸۵۴ء

۲۵ ایضاً، ۸۔ اکتوبر ۱۸۵۴ء

اور ہر طرف سے آواز پکڑیو پکڑیو کی بلند ہوئی۔ گورے اس بلوہ کو دیکھ کر شہر سے باہر کو بھاگے اور بہت آدمی ان کے تعاقب میں گئے۔ تین گورے تو سلامت نکل گئے اور اپنے کمپوں میں پہنچ گئے۔ مگر ایک گورہ کو انھوں نے پکڑ لیا اور خوب مارا پیٹا اور اسی حالت میں تھانہ میں لا ڈالا۔ ادھر ان گوروں نے اپنے لشکر میں جا کر کیفیت سرگزشت اپنے افسر سے بیان کی۔ اور ان کے گروہ میں شور ہوا اور طرم یعنی بگل تیاری کا بجا اور ہو حق کرتے ہوئے بندوقیں اور سنگینیں لیے تمام پلٹن شہر کی طرف متوجہ ہوئی۔ یہ خبر تھانے میں پہنچی اور ارادہ ہوا کہ کواڑ دروازوں کے بند کر دیے جاویں۔ مگر وہاں تک نوبت نہ پہنچی کہ گورے شہر میں آن گھسے۔ جو آدمی راستہ میں ملا اس کو کندوں اور سنگینوں سے زدوکوب اور زخمی کیا۔ مارتے پیٹتے زخمی کرتے ہوئے مولوی صاحب کے مکان میں آگ لگا دینے کی نوبت پہنچی۔ بہزار مشکل مولوی صاحب کے آدمیوں نے کچھ روپیہ خرچ کر کے باز رکھا، شہر میں لوٹ کھسوٹ بھی بہت سی ہوئی، آدمی بھی بہت سے زخمی اور زدوکوب ہوئے۔ شہر کے باہر جو چند دکانیں تھیں وے بالکل لوٹ لیں اور تباہ کر دیں۔ قریب بیس پچیس آدمی کے زخمی ہوئے گوبند لعل تھانیدار کے بھی تین زخم سنگین کے لگے۔ چپراسیان اور سواران تھانہ میں سے بھی گئے آدمی زخمی ہوئے۔ بعد اس واردات کے رپورٹ پولیس دار کے بخدمت صاحب ضلع لدھیانہ کے پہنچی اور صاحب اسسٹنٹ بہادر نے فوراً پنڈت جوالا ناتھ کوتوال لدھیانہ کو واسطے تحقیقات کے بھیجا اور خود بھی جانے کا حکم دیا کہ اسی عرصہ میں دو افسر ان گوروں کے مع دو تین آدمی قیدیوں کے عدالت میں پہنچے، اور استغاثہ اپنا پیش کیا۔ اظہارات ہونے لگے، اور دو تین گھنٹہ تک انگریزی میں اظہارات لکھے گئے۔ بعد قلم بندی اظہارات کے خود صاحب اسسٹنٹ رات کو جگراؤں تشریف لے گئے۔ آگے معلوم نہیں کہ صاحب ممدوح نے وہاں جا کر کیا کیا۔ حال آئندہ تحریر ہوگا۔ غالب ہے کہ بنظر انصاف حکام عہد اس باب میں کچھ حکم ایسا دیں گے کہ جس سے رعایا کے حق میں بہتری ہو۔ اس معاملہ میں زیادہ تر قصور سپاہیان گورہ کا ہے کہ کیوں شہر میں گئے اور پردروہ کبوتروں کو مارا۔ اور اتنا قصور ملازمان مولوی صاحب کا ہے کہ گوروں پر جو

شاید ناواقف ہوں، اتنی زیادتی کیوں کی کہ جس کا نتیجہ انجام کار یہ نکلا کہ تمام شہر کو خرابی ہوئی۔ بلکہ خدا نے خیر کی ورنہ درصورت لگا دینے آگ کے نقصان ہزار ہا روپیہ کا ہو جاتا اور گوروں کا کیا جاتا۔ دراصل سپاہیان گورہ بڑی خونخوار اور آمادہ حرب و پیکار ہوتے ہیں۔ ان کو چھیڑنا مصلحت سے بعید ہے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ شہر لاہور میں بعد شام تخمیناً سات بجے ایک گورے نے بحالت مخموری نشہ شراب کے منشی بخشی رام صاحب سر رشتہ دار جوڈیشل کمشنری کے ایک نوکر کے سر میں ڈنڈا مارا۔ قصور اس کا یہ تھا کہ وہ صاحب کو آتا دیکھ کر راستہ میں نہ بچا اور ادب نہ کیا۔ اس ڈنڈے کی چوٹ اس کے سر میں ایسی لگی کہ سیر دو سیر خون بہا اور کئی دن تک زخمی رہا، اور سوائے اس کے کہ سب آدمی خاموش ہو کر بیٹھ رہے اور کچھ نہ کیا۔ ہماری ولایت کے آدمی جن کا رنگ کالا ہے گوروں سے ڈرتے رہیں تو اچھا ہے۔ ورنہ ان کی مذلت متصور ہے۔ اس شہر میں گورے ہمیشہ شراب پی کر آتے ہیں اور بہت تکلیف پہنچاتے ہیں۔ مگر ان کے واسطے تدارک بہت ہی کم ہوتا ہے۔ جب کوئی ہاتھ دھو کر پیچھے پڑتا ہے، تب کچھ سرزنش ہوتی ہے، اور کالوں کی طرف سے جب کوئی ذرہ بھی زیادتی ہوتی ہے تو سزا خاطر خواہ ملتی ہے۔ ۶۵۰ (۱۸۵۰ء) میں ایک صاحب نے ساری رات موری دروازہ کی رعایا کے سر پر اینٹوں کی بارش کی۔ کوٹ ہوا۔ صاحب کو کسی نے نہ پہچانا۔ صاحب کی صفائی ہو گئی۔ پار سال کا ذکر ہے کہ مرزا خاور شاعر کے گھر میں گورے گھس گئے تھے اور علاوہ دیگر خانہ خرابی کے ان کی منظورہ کا زیور تک اڑا گئے تھے۔ گوروں کا کیا تدارک ہوا تھا سوا اس کے کہ مرزا صاحب کون کان جون بیان کر کے چپ ہو رہے تھے۔ علیٰ ہذا القیاس [۲۶]

۱۸۵۵ء میں پنجاب کی مردم شماری

اب سے ایک سو تیس برس پہلے پنجاب کی مردم شماری کی یہ رپورٹ ملاحظہ کیجیے:

تھوڑا عرصہ ہوا کہ تمام شہروں اور قصبات اور دیہات میں مردم شماری ہوئی تھی۔ ان کی رپورٹ جو لاہور کرانیکل میں چھپی ہے، واسطے ملاحظہ و مشاہدہ قاریان اخبار کے ہم بھی درج ذیل کرتے ہیں:

---

[۲۶] مرتضائی، ۴/۔ مارچ ۱۸۵۵ء

۱ ۔ ضلع امرتسر	۸۸۴۰۵۷
۲ ۔ ضلع ہوشیارپور	۸۴۵۳۵۴
۳ ۔ ضلع گورداسپور	۷۸۷۴۱۷
۴ ۔ ضلع انبالہ	۷۸۲۰۱۷
۵ ۔ ضلع جالندھر	۷۰۸۷۲۸
۶ ۔ ضلع کانگڑہ	۶۹۷۵۶۴
۷ ۔ ضلع سیالکوٹ	۶۴۶۷۸۲
۸ ۔ ضلع لاہور	۵۹۱۶۸۳
۹ ۔ ضلع راولپنڈی	۵۵۵۷۵۰
۱۰ ۔ ضلع گوجرانوالہ	۵۵۳۳۸۳
۱۱ ۔ ضلع لدھیانہ	۵۲۷۷۲۳
۱۲ ۔ ضلع گجرات	۵۱۷۶۲۶
۱۳ ۔ ضلع تھانیسر	۴۹۴۷۴۸
۱۴ ۔ ضلع فیروزپور	۴۷۵۶۲۳
۱۵ ۔ ضلع جہلم	۴۲۹۴۲۰
۱۶ ۔ ضلع ملتان	۴۱۱۳۸۶
۱۷ ۔ ضلع گوگیرہ	۳۱۹۳۲۰
۱۸ ۔ ضلع شاہ پور	۲۶۱۶۹۲
۱۹ ۔ ضلع جھنگ	۲۴۸۰۴۷
۲۰ ۔ ضلع شملہ	۳۱۸۵۸

میزان کل ۲۰ ۔ اضلاع مرقومہ بالا ۱۰۷۶۵۴۷۸ [۲۷] ۔ درحالیکہ اس شمار کو بحساب قسمت وار

---

[۲۷] یوں لگتا ہے کہ کاتب سے ہندسے لکھتے وقت کہیں تسامح ہوا ہے۔ اضلاع کی مردم شماری کا میزان ۱۰۷۷۰۱۷۸ بنتا ہے۔ اسی طرح مختلف قسمتوں کے میزان بھی خبر میں دیے گیے میزان

یا کمشنری وار لگایا جاوے تو بتفصیل ذیل شمار ہوگا ۔

۱۔ قسمت لاہور	۳۴۵۸۳۲۲
۲۔ قسمت آزوی ستلج	۲۳۱۳۹۶۹
۳۔ قسمت جالندھر	۲۲۵۱۹۴۶
۴۔ قسمت جہلم	۱۷۶۲۴۸۸
۵۔ قسمت ملتان	۹۷۸۷۵۳
میزان کل	۱۰۷۶۵۴۷۸

قسمت پشاور اور لیہ سے ابھی شمار آبادی کے نہیں آئے ۔ قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ پشاور میں ۵۰۰۰۰ ۔ اور لیہ میں ۲۰۰۰۰ آبادی ہوگی ۔ پس ان کو شامل کر کے تخمیناً ۱۱۴۶۵۴۷۸ یعنی ایک کروڑ چودہ لاکھ پینسٹھ ہزار چار سو اٹھتر آدمی تمام ملک پنجاب میں نکلیں گے ۔"[۲۸ھ]

کتابیات

اردو کتب

اجمل ملک ۔ صحافت صوبہ سرحد میں ۔ لاہور : قومی پبلشرز ، ۱۹۸۰ء

خورشید ، عبد السلام ۔ صحافت پاکستان و ہند میں ۔ لاہور : مجلس ترقیٔ ادب ، ۱۹۶۳ء

نقوی ، سید محمد اشرف ۔ اختر شہنشاہی ۔ لکھنؤ : اختر پریس ، ۱۸۸۸ء

(مسلسل) اسے نہیں ملتے ۔ قسمت لاہور کا میزان ۳۴۶۳۳۲۲ ، قسمت آزوسے ستلج کا ۲۳۱۱۹۶۹ ، قسمت جالندھر کا ۲۲۵۱۶۴۶ ، قسمت جہلم کا ۱۷۶۴۴۸۸ ہے ۔ البتہ قسمت ملتان کا میزان وہی ہے ۔

۲۸ھ مرتضائی ، ۲۴ ۔ جون ۱۸۵۵ء

انگریزی

Mutiny Records - Reports, selections from the Punjab Government Records, Vol. 8 pt. II. Lahore: Punjab Government Press, [1915?]

اخبارات ورسائل

اخبار مطبع مرتضائی (پشاور) ۱۸۵۴ء - ۱۸۵۵ء

صحیفہ (لاہور) جولائی ۱۹۶۸ء